محمد دانش احمد اختر القادری

حضورتاج الشریعہ۔۔۔ایک تعارف

محمد دانش احمد اختر القادری، کراچی، پاکستان

تاریخ اسلام میں ایسے بے شمار نام محفوظ ہیں جن کے کارہائے نمایاں رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے لیکن جب ذکر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا آجائے تو تاریخ ڈھونڈتی ہے کہ ان جیسا دوسرا کوئی ایک ہی اسے اپنے دامن میں مل جائے۔کوئی کسی فن کا امام ہے تو کوئی کسی علم کا ماہر لیکن سیدنا اعلیٰ حضرت ہر علم، ہر فن کے آفتاب و ماہتاب ہیں......ع

جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک بالغ نظر مفتی بھی ہیں ایک ممتاز فقیہ بھی،تفسیر و حدیث کے امام بھی ہیں،صرف و نحو کے بادشاہ بھی، وہ محقق بھی ہیں مؤرخ بھی، مفکر بھی ہیں مدبر بھی،ادیب بھی ہیں شاعر بھی،مناظر بھی ہیں مصنف بھی،سیاست داں بھی ہیں ماہر اقتصادیات بھی،طبیب بھی ہیں اور سائنسداں بھی ہیں،معلم بھی ہیں معلم ساز بھی،عاشق مصطفیٰ بھی ہیں اور عشاق کے قافلہ سالار بھی،مجتہد بھی ہیں مجدد بھی،حق کے علمبردار بھی ہیں اور حق کی پہچان بھی۔کس کس خوبی کا ذکر کیا جائے،کن کن خدمات کو یاد کیا جائے۔خالق مطلق نے امام احمد رضا بریلوی کو قدیم و جدید تمام علوم و فنون کا امام بنایا۔صرف آپ کے نعتیہ دیوان''حدائق بخشش''ہی میں ۲۱۵ علوم سے متعلق اشعار موجود ہیں۔(فن شاعری اور حسان الہند/ص:۲۸۷)

جہاں مالک قدیر نے آپ کو نامور آباؤ اجداد اور معزز و مقدس قبیلہ میں پیدا فرمایا وہیں آپ کی اولاد اور خاندان میں بھی بے شمار بے مثال ولاجواب افراد پیدا فرمائے۔استاذ زمن،حجۃ الاسلام،مفتیٔ اعظم،مفسر اعظم،حکیم الاسلام،ریحان ملت،صدر العلماء،امین شریعت (رضی اللہ عنھم) جس کسی کو دیکھ لیجئے ہر ایک اپنی مثال آپ ہے۔انہی میں ایک نام سرسبز و شاداب باغِ رضا کے گل شگفتہ،روشن روشن فلک رضا کے نیر تاباں قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتیٔ اعظم، حضور تاج الشریعہ حضرۃ العلام مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیلانی کے لخت جگر،سرکار مفتیٔ اعظم ہند علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری کے سچے جانشین، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی کے مظہر اور سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی کی برکات و فیوضات کا منبع اور ان کے علوم و روایات کے وارث وامین ہیں۔(رضی اللہ عنھم)

ان عظیم نسبتوں کا فیضان آپ کی شخصیت میں اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کی صورت میں جھلک رہا ہے۔استاذ الفقہاء حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم صاحب بستوی علیہ الرحمہ، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر ان عظیم ہستیوں کے فیضان کی بارشوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے

ہیں: ''سب ہی حضرات گرامی کے کمالات علمی و عملی سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا ہے۔فہم و ذکا،قوت حافظہ وتقویٰ سیدی اعلیٰ حضرت سے، جودت طبع و مہارت تامہ (عربی ادب) میں حضور حجۃ الاسلام سے، فقہ میں تجر و اصابت سرکار مفتیٔ اعظم ہند سے، قوت خطابت و بیان والد ذی وقار مفسر اعظم ہند سے یعنی وہ تمام خوبیاں آپ کو وارثتہً حاصل ہیں جن کی رہبر شریعت وطریقت کو ضرورت ہوتی ہے۔'' (پیش گفتار،شرح حدیث نیت/صفحہ:۴)

ولادت باسعادت: حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۲۴/ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل ہندوستان کے شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ہوئی۔

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی ''محمد اسماعیل رضا''، جبکہ عرفیت ''اختر رضا'' ہے۔آپ ''اختر'' تخلص استعمال فرماتے ہیں۔آپ کے القابات میں تاج الشریعہ، جانشین مفتیٔ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین زیادہ مشہور ہیں۔

شجرۂ نسب: اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت تک آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے۔محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بن محمد ابرہیم رضا خاں قادری جیلانی بن محمد حامد رضا خاں قادری رضوی بن امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (رضی اللہ عنھم)

آپ کے ۴/بھائی اور ۳/بہنیں ہیں۔ ۲/بھائی آپ سے بڑے ہیں۔ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں قادری اور تنویر رضا خاں قادری (آپ بچپن ہی سے جذب کی کیفیت میں غرق رہتے تھے بالآخر مفقود الخبر ہوگئے) اور ۲/آپ سے چھوٹے ہیں۔ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری اور مولانا منان رضا خاں قادری۔

تعلیم وتربیت: جانشین مفتیٔ اعظم حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی عمر شریف جب ۴/سال، ۴/ماہ اور ۴/دن ہوئی تو آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں جیلانی علیہ الرحمہ نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی۔اس تقریب سعید میں یادگار اعلیٰ حضرت ''دارالعلوم منظر الاسلام'' کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی۔رسم بسم اللہ نانا جان تاجدار اہلسنّت سرکار مفتیٔ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ نے ادا کرائی۔حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ''ناظرہ قرآن کریم'' اپنی والدہ ماجدہ شہزادیٔ مفتیٔ اعظم سے گھر پر ہی ختم کیا۔والد ماجد سے ابتدائی اردو کتب پڑھیں۔اس کے بعد والد بزرگوار نے ''دارالعلوم منظر الاسلام'' میں داخل کرادیا۔درس نظامی کی تکمیل آپ نے ''منظر الاسلام'' سے کی۔مروجہ دنیاوی تعلیم ''اسلامیہ انٹر کالج''، بریلی شریف سے حاصل کی۔اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ ''جامعۃ الازہر'' قاہرہ، مصر تشریف لے گئے۔وہاں آپ نے ''کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک ''جامعہ ازہر'' مصر، کے فن تفسیر وحدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔تاج الشریعہ ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ میں جامعۃ الازہر سے فارغ ہوئے۔اپنی جماعت میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ ''جامعہ ازہر ایوارڈ'' سے نوازے گئے۔ایوارڈ اور سند فراغت مصر کے اس وقت کے صدر کرنل جمال عبدالناصر نے دی۔(بحوالہ: مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء/صفحہ:۱۵۰/ جلد:۱(مع ترمیم) وسوانح تاج الشریعہ/ص:۲۰)

اساتذہ کرام: آپ کے اساتذہ کرام میں حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی، بحر العلوم حضرت مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری، مفسر اعظم ہند حضرت مفتی محمد ابراہیم رضا جیلانی رضوی بریلوی، فضیلت الشیخ علامہ محمد سماحی، شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر، قاہرہ، حضرت علامہ مولانا

محمود عبدالغفار، استاذ الحدیث جامعہ از ہر قاہرہ، ریحان ملت، قائد اعظم مولانا محمد ریحان رضا رحمانی رضوی بریلوی، استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی اعظمی، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان بریلوی، حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی رحمھم اللہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ [مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء/صفحہ:۱۵۰/ جلد:۱(مع ترمیم)]

ازدواجی زندگی: جانشین مفتی اعظم کا عقد مسنون ''حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی علیہ الرحمہ'' کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۳/نومبر ۱۹۶۸ء/ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار کو محلہ'' کانکر ٹولہ، شہر کہنہ بریلی'' میں ہوا۔

اولاد امجاد: آپ کے ایک صاحبزادہ مخدوم گرامی مولانا مفتی محمد منور رضا محامد المعروف عسجد رضا خان قادری بریلوی اور پانچ (۵) صاحبزادیاں ہیں۔

درس وتدریس: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تدریس کی ابتدا'' دارالعلوم منظر اسلام، بریلی'' سے ۱۹۶۷ء میں کی۔ ۱۹۷۸ء میں آپ دارالعلوم کے صدر المدرس اور'' رضوی دارالافتاء'' کے صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال جاری رہا لیکن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی کثیر مصروفیات کے سبب یہ سلسلہ مستقل جاری نہیں رہ سکا۔ لیکن یہ سلسلہ مکمل ختم بھی نہ ہوا، آپ بعد میں بھی ''مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف'' میں ''تخصص فی الفقہ'' کے علمائے کرام کو'' رسم المفتی، اجلی الاعلام'' اور'' بخاری شریف'' کا درس دیتے رہے۔

بیعت وخلافت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بیعت وخلافت کا شرف سرکار مفتیٔ اعظم سے حاصل ہے۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت کا شرف عطا فرمادیا تھا اور صرف ۱۹/سال کی عمر میں ۱۵/جنوری ۱۹۶۲ء/ ۸/شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ کو ایک خصوصی محفل میں تمام سلاسل کی خلافت واجازت سے نوازا۔ علاوہ ازیں آپ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی، احسن العلماء حضرت سید حیدر حسن میاں برکاتی، والد ماجد مفسر اعظم علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری علیہم الرحمہ سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔ (تجلیّات تاج الشریعہ/صفحہ:۱۴۹)

بارگاہ مرشد میں مقام: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اپنے مرشد برحق، شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنّت امام المشائخ مفتیٔ اعظم ہند ابوالبرکات آل رحمن حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھی بلند مقام حاصل تھا۔ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو آپ سے بچپن ہی سے بے انتہا توقعات وابستہ تھیں جس کا اندازہ ان کے ارشادات عالیہ سے لگایا جاسکتا ہے جو مختلف مواقع پر آپ نے ارشاد فرمائے:

''اس لڑکے (حضور تاج الشریعہ) سے بہت اُمید ہے۔''

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے دارالافتاء کی عظیم ذمہ داری آپ کو سونپتے ہوئے فرمایا:

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے، اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' لوگوں سے مخاطب ہو کر مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا:'' آپ لوگ اب اختر میاں سلّمہٗ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔''

حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دور میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو تحریراً اپنا قائم مقام و جانشین مقرر فرمایا تھا۔اس مبارک تحریر کا عکس صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں۔

فتویٰ نویسی: ۱۸۱۶ء میں روہیلہ حکومت کے خاتمہ،''بریلی شریف'' پر انگریزوں کے قبضہ اور حضرت مفتی محمد عیوض صاحب کے ''روہیلکھنڈ (بریلی)'' سے ''ٹونک'' تشریف لے جانے کے بعد بریلی کی مسند افتاء خالی تھی۔ایسے نازک اور پر آشوب دور میں امام العلماء علامہ مفتی رضا علی خاں نقشبندی علیہ الرحمہ نے بریلی کی مسند افتاء کو رونق بخشی۔یہیں سے خانوادۂ رضویہ میں فتاویٰ نویسی کی عظیم الشان روایت کی ابتداء ہوئی۔(بحوالہ: مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ حیات اور علمی و ادبی کارنامے/صفحہ ۷۸)

لیکن مجموعۂ فتاویٰ بریلی شریف میں آپ کی فتویٰ نویسی کی ابتداء ۱۸۳۱ء لکھی ہے۔(غالباً درمیانی عرصہ انگریز قابضوں کی ریشہ دوانیوں کے سبب مسند افتاء خالی ہی رہی) الحمد للہ! ۱۸۳۱ء سے آج ۲۰۱۸ء تک یہ تابناک سلسلہ جاری و ساری ہے۔یعنی خاندان رضویہ میں فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت ۱۸۷/سال سے مسلسل چلی آرہی ہے۔امام الفقہاء، حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں قادری بریلوی، امام المتکلمین، حضرت علامہ مولانا محمد نقی علی خاں قادری برکاتی، اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، جمال الانام حضرت علامہ مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری رضوی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت، مفتیٔ اعظم ہند، علامہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری رضوی اور ان کے بعد قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہم الرحمہ ۱۹۶۷ء سے تادم وصال (۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء) تک تقریباً ۵۱/سال تک یہ عظیم خدمت بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہے۔(بحولہ: فتاویٰ بریلی شریف/صفحہ: ۲۲(مع ترمیم))

اللہ کریم خانوادۂ رضویہ کی اس عظیم روایت کو جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان المعروف اچھے میاں دام ظلہٗ علینا کے ذریعہ تادیر قائم رکھے۔آمین

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خود اپنے فتوی نویسی کی ابتداء سے متعلق فرماتے ہیں:''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتیٔ اعظم) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں، جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیانِ کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔اور کبھی کبھی حضرت (مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا۔کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔'' (مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء صفحہ: ۱۵۰/ جلد: ۱)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتاویٰ سارے عالم میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔وہ دقیق و پیچیدہ مسائل جو علماء اور مفتیان کرام کے درمیان مختلف فیہ ہوں ان میں حضرت کے قول کو ہی فیصل تسلیم کیا جاتا تھا اور جس فتویٰ پر آپ کی مہر تصدیق ثبت ہو خواص کے نزدیک بھی۔وہ انتہائی معتبر ہوتا تھا۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتاویٰ سے متعلق جگر گوشۂ صدر الشریعہ، محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی

دامت برکاتہم العالیہ رقم طراز ہیں: ''تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تحریر پڑھ رہے آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ/صفحہ ۶۶)

حج وزیارت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے پہلی مرتبہ حج وزیارت کی سعادت ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء میں حاصل کی۔ دوسری مرتبہ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء اور تیسری مرتبہ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں اس سعادت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔ جبکہ چوتھی مرتبہ ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء میں، پانچویں مرتبہ ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں، چھٹی مرتبہ ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء میں آپ نے حج بیت اللہ ادا فرمایا۔ نیز متعدد مرتبہ آپ کو سرکار عالی وقار ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ سے عمرہ کی سعادت بھی عطا ہوئی۔

اعلائے کلمۃ الحق: احقاق حق وابطال باطل، خانوادۂ رضویہ کی ان صفات میں سے ہے جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی کرنا پڑا۔ یہاں حق کے مقابل نہ اپنے پرائے کا فرق رکھا جاتا ہے نہ امیر وغریب کی تفریق کی جاتی ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دور تو تھا ہی فتنوں کا دور ہر طرف کفر والحاد کی آندھیاں چل رہی تھیں لیکن علم بردار حق سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کبھی باطل کے سامنے سر نہ جھکایا چاہے ذبح گائے کا فتنہ ہو یا ہندو مسلم اتحاد کا، تحریک ترک موالات ہو یا تحریک خلافت یہ مرد مومن آوازۂ حق بلند کرتا ہی رہا۔ سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کی حق گوئی وبے باکی بھی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ شدھی تحریک کا زمانہ ہو یا نسبندی کا پرخطر دور ہو آپ نے علم حق کبھی سرنگوں نہ ہونے دیا۔ اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو اپنے اسلاف کا پرتو بنایا۔ آپ کی حق گوئی اور بے باکی بھی قابل تقلید ہے۔ وقتی مصلحتیں، طعن وتشنیع، مصائب وآلام یہاں تک کہ قید وبند کی صعوبتیں بھی آپ کو راہ حق سے نہ ہٹا سکیں۔ آپ نے کبھی اہل ثروت کی خوشی یا حکومتی منشاء کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا، ہمیشہ صداقت وحقانیت کا دامن تھامے رکھا۔ اس راہ میں کبھی آپ نے اپنے پرائے، چھوٹے بڑے کا فرق ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ ہر معاملہ میں آپ اپنے آباء واجداد کی روشن اور تابناک روایتوں کی پاسداری فرماتے رہے ہیں۔ شیخ عالم حضرت علامہ سید شاہ فخر الدین اشرف الاشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم القدسیہ زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ تحریر فرماتے ہیں: ''علامہ (حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا) .... ہر ہر حال میں باد سموم کی تیز وتند، غضبناک آندھیوں کی زد میں بھی استقامت علی الحق کا مظاہرہ کرنا اور ثابت قدم رہنا یہ وہ عظیم وصف ہے، جس نے مجھے کافی متاثر کیا۔'' (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۲۵۱)

اس سلسلہ میں ۲/واقعات درج ذیل ہیں۔ ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۶ھ میں تیسری مرتبہ ادائیگیٔ حج کے موقع پر سعودی حکومت نے آپ کو بیجا گرفتار کرلیا اس موقع پر آپ نے حق گوئی وبے باکی کا جو مظاہرہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ سعودی مظالم کی مختصر سی جھلک خود حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں: ''مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا بلکہ یہی کہتے رہے کہ: ''میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا۔'' لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا اور ۱۱/دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئر پورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی اور راستے میں نماز ظہر کے لیے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔'' (مفتیٔ اعظم ہند اور ان کے خلفاء صفحہ:۱۵۰/ جلد:۱)

ذیل کے اشعار میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اسی واقعہ کا ذکر فرمایا ہے:

ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستم گر میں	نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستم گر نے
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطرہ دورِ ستم گر میں	ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستمگارو

سعودی حکومت کے اس متعصب رویہ، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بیجا گرفتاری اور مدینہ طیبہ کی حاضری سے روکے جانے پر پورے عالم اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی، مسلمانان اہل سنت کی جانب سے ساری دنیا میں سعودی حکومت کے خلاف احتجاجات کا سلسلہ شروع ہو گیا، اخبارات ورسائل نے بھی آپ کی بیجا گرفتاری کی شدید مذمت کی۔ آخر کار اہل سنت وجماعت کی قربانیاں رنگ لائیں، سعودی حکومت کو سر جھکانا پڑا، اس وقت کے سعودی فرنرواشاہ فہد نے لندن میں یہ اعلان کیا کہ ''حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقے پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی۔'' اس دور کے پاک ہند اور عرب دنیا کے اخبارات گواہ ہیں۔ نیز سعودی حکومت نے آپ کو زیارت مدینہ طیبہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزہ بھی دیا۔ اس معاملہ میں قائد اہلسنّت حضرت علامہ ارشد القادری کی کاوشیں قابل ذکر ہیں۔

خلیفۂ سرکار مفتیٔ اعظم ہند، علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حق گوئی سے متعلق رقم طراز ہیں: ''امسال حضرت سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر میں اجمیر مقدس حاضر ہوا، چھٹویں رجب ۱۴۰۹ھ بروز دوشنبۂ مبارکہ (پیر) مطابق ۱۳؍فروری ۱۹۸۹ء کو حضرت سید احمد علی صاحب قبلہ خادم درگاہ سرکار خواجہ صاحب کے کاشانہ پر قل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ ساکن نانپارہ بہرائچ شریف نیز دیگر علماء کرام موجود تھے۔ قل شریف کے اس مجمع میں سرکار شیر بیشۂ اہلسنّت امام المناظرین حضور مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے صاحبزادے مولانا ادریس رضا خاں صاحب تقریر کر رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ: ''ہمارے سرکار پیارے مصطفی ﷺ اپنے غلاموں کو اپنی کالی کملی میں چھپائیں گے۔'' فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے فرمایا کہ (کالی کملی کے بجائے) نوری چادر کہو۔ یہ شرعی تنبیہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری قبلہ کی تنبیہ کو سراہا، بعدہٗ بھرے مجمع میں یہ واضح کیا کہ ''کملی'' تصغیر کا کلمہ ہے جس کو سرکار ﷺ کی طرف نسبت کرکے بولنا ہرگز جائز نہیں اور چوں کہ میری زبان سے یہ خلاف شریعت کلمہ نکلا اس لئے میں بارگاہ الٰہی میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ (ھٰذا اَوْ کَمَا قَالَ) پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔'' (عطیۂ ربانی درمقالۂ نورانی، صفحہ: ۲۳، ۲۴)

زہد وتقویٰ: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کا مرقع ہیں۔ جہاں حکمت ودانائی، طہارت وپاکیزگی، بلندیٔ کردار خوش مزاجی وملنساری، حلم وبردباری، خلوص وللّٰہیت، شرم وحیا، صبر وقناعت، صداقت واستقامت بے شمار خوبیاں آپ کی شخصیت میں جمع ہیں، وہیں آپ زہد وتقویٰ کا بھی مجسم پیکر ہیں۔ آپ کے تقویٰ کی ایک جھلک ذیل کے واقعات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

مولانا غلام معین الدین قادری (پرگنہ، مغربی بنگال) لکھتے ہیں: ''حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے حضرت پیر سید محمد طاہر گیلانی صاحب

قبلہ بہت محبت فرمایا کرتے ان کے اصرار پر حضرت پاکستان بھی تشریف لے گئے واہگہ سرحد پر حضرت کا استقبال صدر مملکت کی طرح ۷ر توپوں کی سلامی دے کر کیا گیا۔حضرت کا قیام ان کے ایک عزیز شوکت حسن صاحب کے یہاں تھا۔راستے میں ایک جگہ ناشتہ کا کچھ انتظام تھا جس میں انگریزی طرز کے ٹیبل لگے تھے حضرت نے فرمایا:''میں پاؤں پھیلا کر کھانا تناول نہیں کروں گا۔'' پھر پاؤں سمیٹ کر سنت کے مطابق اسی کرسی پر بیٹھ گئے یہ سب دیکھ کر حاضرین کا زوردار نعرہ ''بریلی کا تقویٰ زندہ باد'' گونج پڑا۔'' (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۲۵۵)

مولانا منصور فریدی رضوی (بلاسپور، چھتیس گڑھ) حضرت کے ایک سفر کا حال بیان کرتے ہیں:''محب مکرم حضرت حافظ وقاری محمد صادق حسین فرماتے ہیں کہ،حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت کے لئے میں معمور تھا......اور اپنے مقدر پر ناز کر رہا تھا کہ ایک ذرۂ ناچیز کو فلک کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہو رہا تھا اچانک میری نگاہ حضور والا (تاج الشریعہ) کی ہتھیلیوں پر پڑی میں ایک لمحہ کے لئے ٹھرا گیا آخر یہ کیا ہو رہا ہے میری نگاہیں کیا دیکھ رہی ہیں مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے۔آپ تو گہری نیند میں ہیں پھر آپ کی انگلیاں حرکت میں کیسے ہیں؟ میں نے مولانا عبدالوحید فتح پوری جو اس وقت موجود تھے اور دیگر افراد کو بھی اس جانب متوجہ کیا تمام کے تمام حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے تھے،معاملہ یہ ہے کہ آپ کی انگلیاں اس طرح حرکت کر رہی تھیں گویا آپ تسبیح پڑھ رہے ہوں اور یہ منظر میں اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک آپ بیدار نہیں ہو گئے۔ان تمام تر کیفیات کو دیکھنے کے بعد دل پکار اٹھتا ہے کہ۔

سوئے ہیں یہ بظاہر دل ان کا جاگتا ہے''

(تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۳۱۴)

ولیٔ باکرامت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں ایک عاشق صادق، باعمل عالم، لاثانی فقیہ، باکمال محدث، لاجواب خطیب، بے مثال ادیب، کہنہ مشق شاعر ہیں وہیں آپ باکرامت ولی بھی ہیں۔کہا جاتا ہے استقامت سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی یہی کرامت سب سے بڑھ کر ہے۔ضمناً آپ کی چند کرامات پیش خدمت ہیں۔

مفتی عابد حسین قادری (جمشید پور، جھارکھنڈ) لکھتے ہیں:''۲۲رجون ۲۰۰۸ء محب محترم جناب قاری عبدالجلیل صاحب شعبۂ قرأت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے راقم الحروف سے فرمایا کہ:''۵رسال قبل حضرت ازہری میاں قبلہ دارالعلوم حنفیہ ضیاالقرآن،لکھنؤ کی دستار بندی کی ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے۔ان دنوں وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی،سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے،لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور بارش کے لئے دعا فرمادیں۔حضرت نے نمازِ استسقاء پڑھی اور دعائیں کیں ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگ بھیگ گئے۔'' (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۲۲۹)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری (ممبئی) لکھتے ہیں:''میسور میں حضرت کے ایک مرید کی دکان کے بازو میں کسی متعصب مارواڑی کی دکان تھی،وہ بہت کوشش کرتا تھا کہ دکان اس کے ہاتھ بیچ کر یہ مسلمان یہاں سے چلا جائے،اپنی اس جدوجہد میں وہ انسانیت سوز حرکتیں بھی کر گزرتا،اخلاقی حدوں کو پار کر جاتا،مجبور ہو کر حضرت کے اس مرید نے حضرت کو فون کیا،حالات کی خبر دی،معاملات سے مطلع کیا،حضرت

نے فرمایا: ''میں یہاں تمہارے لئے دعا گو ہوں، تم وہاں ہر نماز کے بعد خصوصاً اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھے سوتے جاگتے عموماً ''یا قادر'' کا ورد کرتے رہو۔'' اس وظیفے کے ورد کو ابھی ۱۵ر دن ہی ہوا تھا کہ نہ معلوم اس مارواڑی کو کیا ہوا، وہ جو بیچارے مسلمان کو دکان بیچنے پر مجبور کر دیا تھا اب خود اسی کے ہاتھ اپنی دکان بیچنے پر اچانک تیار ہو گیا۔ مارواڑی نے دکان بیچی، مسلمان نے دکان خریدی، جو شکار کرنے چلا تھا خود شکار ہو کر رہ گیا۔ آج وہ حضرت کا مرید باغ و بہار زندگی گزار رہا ہے۔'' (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ: ۱۷۵،۱۷۶)

موصوف مزید لکھتے ہیں: ''ہبلی میں ایک صاحب نے کروڑوں روپے کے صرفے سے عالیشان محل تیار کیا، مگر جب سکونت اختیار کی تو یہ غارت گر سکون تجربہ ہوا کہ رات میں پورے گھر میں تیز آندھی چلنے کی آواز آتی ہے۔ گھبرا کر مجبوراً اپنا گھر چھوڑ کر پھر پرانے گھر میں مکین ہونا پڑا۔ اس اثناء میں جس کو بھی بھاڑے (کرایہ) پر دیا سب نے وہ آواز سنی اور گھر خالی کر دیا۔ ایک عرصے سے وہ مکان خالی پڑا تھا کہ ہبلی میں حضرت کا پروگرام طے ہوا، صاحب مکان نے انتظامیہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضرت کا قیام میرے نئے کشادہ مکان میں رہے گا، مہمان نوازی کی اور دیگر لوازمات کی بھی ذمہ داری اس نے قبول کر لی، حضرت ہبلی تشریف لائے اور رات میں صرف چند گھنٹہ اس مکان میں قیام کیا، عشاء اور فجر کی ۲ر رکعت نماز باجماعت ادا فرمائی، اس مختصر قیام کی برکت یہ ہوئی کہ کہاں کی آندھی اور کہاں کا طوفان، کہاں کی سنسناہٹ اور کہاں کی گڑگڑاہٹ سب یکسر معدوم، آج تک وہ مکان سکون و اطمینان کا گہوارہ ہے۔'' (تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ: ۱۷۶)

تصانیف: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے جد امجد، مجدد دین ملت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مظہر اتم اور پرتو کامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تحریری خدمات اور طرز تحریر محتاج تعارف نہیں ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میدان تحریر میں بھی اعلیٰ حضرت کا عکس جمیل نظر آتے ہیں۔ آپ کی تصانیف وتحقیقات مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ تحقیقی انداز، مضبوط طرز استدلال، کثرت حوالہ جات، سلاست وروانی آپ کی تحریر کو شاہکار بنا دیتی ہے۔ آپ اپنی تصانیف کی روشنی میں یگانۂ عصر اور فرید الدہر نظر آتے ہیں۔ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ''تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں، آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ/صفحہ: ۶۶)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ افتاء وقضا، کثیر تبلیغی اسفار اور دیگر بے تحاشہ مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھے رہے۔ آپ کی قلمی نگارشات کی فہرست درج ذیل ہے۔ (نوٹ: اس فہرست میں بعض دیگر زبانوں میں حضرت کی کتب کے تراجم بھی شامل ہیں۔)

اردو

1 ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
2 آثار قیامت (تخریج شدہ)
3 ٹائی کا مسئلہ
4 حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (مقالہ)
5 ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم
6 شرح حدیث نیت

عربی

تعاریب

50 قوارع القهار فی الرد المجسمة الفجار
51 الهاد الکاف فی حکم الضعاف
52 سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح
53 دامان باغ سبحان السبوح
54 انہی الاکید
55 حاجز البحرین
56 اہلاک الوہابین علی توہین القبور المسلمین (صیانۃ القبور)
57 القمر المبین
58 فتاویٰ رضویہ (جلد اول)

تراجم

59 انوار المنان فی توحید القرآن
60 المعتقد و المنتقد مع المعتمد المستمد
61 الزلال النقیٰ من بحر سبقۃ الاتقی (تخریج شدہ)
62 قصیدتان رائعتان (غیر مطبوعہ)
63 عطایا القدیر فی حکم التصویر (عربی عبارات کا ترجمہ)
64 فضیلت نسب (اراءۃ الادب لفاضل النسب)

English

61 Aasar e Qiyamat
62 Azhar ul Fatawa (Few Eng. Fataw)
63 Tai ka masala
64 A Just answer to the beased Author
65 The Companions are the Stars of Guidance
66 Of Pure Origin (On the Identity of Prophet IbrhÏm's Father)
67 THE PINNACLE OF BEAUTY
68 On the Lightening of Abu Lahab's Punishment each Monday

عربی ادب: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ عربی ادب پر بھی کمال مہارت اور مکمل دسترس رکھتے ہیں آپ کی عربی تصانیف بالخصوص تعلیقاتِ زاہرہ (صحیح البخاری پر ابتداء تا باب بنیان الکعبہ آپ کی گرانقدر تعلیقات) اور سیدنا اعلیٰ حضرت کی جن کتب کی آپ نے تعریب فرمائی ہے ہمارے دعوے کی بین دلیل ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی عربی زبان و ادب پر کامل عبور کا اندازہ سیدنا اعلیٰ حضرت کے رسالہ ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرم'' (جس کی تعریب آپ نے فرمائی ہے) اور آپ کے رسالہ ''أن أبا سیدنا ابراھیم تارح -لا- آزر'' پر علمائے عرب کی شاندار تقاریظ اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو دیئے گئے القابات وخطابات سے کیا جا سکتا ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن حسن بن فدعق ہاشمی (مکہ مکرمہ) فرماتے ہیں: ''ترجمہ: یہ کتاب نہایت مفید و اہم مباحث اور مضامین عالیہ پر حاوی ہے، طلبہ و علماء کو اس کی اشد ضرورت ہے۔''

آپ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ان القاب سے ملقب کرتے ہیں: ''فضیلۃ الامام الشیخ محمد اختر رضا خاں الازہری،

المفتی الاعظم فی الھند، سلمکم اللہ و بارک فیکم ''

ڈاکٹر شیخ عیسیٰ ابن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری (سابق ڈائریکٹر محکمۂ اوقاف و امور اسلامیہ، دبئی و پرنسپل امام مالک کالج برائے شریعت وقانون، دبئی) ڈھائی صفحات پر مشتمل اپنے تاثرات کے اظہار کے بعد فرماتے ہیں: ''الشیخ العارف باللہ المحدث محمد اختر رضا الحنفی القادری الازھری ''

حضرت شیخ موسیٰ عبدہ یوسف اسحاقی (مدرس فقہ وعلوم شرعیہ،نسابۃ الاشراف الاسحاقیہ،صومالیہ) محوتحریر ہیں: ''استاذ الاکبر تاج الشریعہ فضیلۃ الشیخ محمد اختر رضا، نفعنا اللہ بعلومہ و بارک فیہ و لاعجب فی ذلک فانہ فی بیت بالعلم معروف و بالارشاد موصوف و فی ھذا الباب قادۃ اعلام''

حضرت شیخ واثق فواد العبیدی (مدیر ثانویۃ الشیخ عبدالقادر الجیلانی) اپنے تاثرات کا اظہار یوں کرتے ہیں: ''ترجمہ: حضرت تاج الشریعہ کی یہ تحقیق جو شیخ احمد شاکر محدث مصر کے رد میں ہے قرآن وسنت کے عین مطابق ہے آپ نے اس تحقیق میں جہد مسلسل اور جانفشانی سے کام لیا ہے میں نے اس کے مصادر ومراجع کا مراجعہ کیا تو تمام حوالہ جات قرآن وحدیث کے ادلہ عقلیہ ونقلیہ پر مشتمل پائے، اور مشہور اعلام مثلاً امام سبکی، امام سیوطی، امام رازی اور امام آلوسی وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں۔''

اور آپ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''شیخنا الجلیل، صاحب الرد قاطع، مرشد السالیکن، المحفوظ برعایۃ رب العالمین، العالم فاضل، محمد اختر رضا خاں الحنفی القادری الازھری، و جزاء خیر مایجازی عبدا مین عبادہ''

حضرت مفتیٔ اعظم عراق شیخ جمال عبدالکریم الدبان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ان القابات سے یاد کرتے ہیں: ''الامام العلامۃ القدوۃ، صاحب الفضیلۃ الشیخ محمد اختر رضا الحنفی القادری، ادامہ اللہ و حفظہ و نفع المسلمین ببرکۃ''

علم حدیث: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس میدان کے بھی شہسوار ہیں۔ علم حدیث ایک وسیع میدان، متعدد انواع، کثرت علوم اور مختلف فنون سے عبارت ہے جو علم قواعد مصطلحات حدیث، دراسۃ الاسانید، علم اسماء الرجال، علم جرح وتعدیل وغیرہم علوم وفنون پر مشتمل ہے۔ علم حدیث میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قدرت تامہ، لیاقت عامہ، فقاہت کاملہ، عالمانہ شعور، ناقدانہ بصیرت اور محققانہ شان وشوکت علم حدیث سے متعلق آپ کی تصانیف ''شرح حدیث الاخلاص'' (عربی) شرح حدیث نیت (اردو)، ''الصحابہ نجوم الاھتداء'' ''تعلیقات الازھری علیٰ صحیح البخاری''، ''آثار قیامت'' سے خصوصاً ودیگر کتب سے عموماً آشکار ہے۔ مولانا محمد حسن ازہری (جامعۃ الازہر، مصر) رقم طراز ہیں: ''اصحابی کالنجوم الخ کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جو تحقیقی مرقع پیش کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اصول حدیث پر حضور تاج الشریعہ کو کس قدر ملکہ حاصل ہے۔'' [تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ ۳۸۶]

مفتی محمد سلیم بریلوی مدظلہ العالی مدرس دارالعلوم منظر اسلام ومدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف ''الصحابۃ نجوم الاھتداء''

سے متعلق لکھتے ہیں: ”فن حدیث اور اس کے متعلقہ فنون میں سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اگر مہارت تامہ دیکھنا ہو تو دلیل کے طور پر یہی مختصر رسالہ ہی کافی ہے۔آپ نے اس رسالے میں ”نقد رجال“ کے تعلق سے جو فاضلانہ بحث کی ہے اسے دیکھ کر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بلا شبہ آپ وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے۔اگر کسی نے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فن حدیث سے متعلق مباحث و رسائل خاص کر ”الھاد الکاف“، ”تقبیل الابہامین“، ”حاجز البحرین“ اور ”شمائم العنبر“ جیسے رسائل کا مطالعہ کیا ہے تو وہ ”الصحابہ نجوم الاہتداء“ پڑھ کر ضرور یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ اس رسالے کی ہر بحث، اس کی ہر بحث کی ہر سطر اور اس کے ہر ہر لفظ میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت، سرکار حجۃ الاسلام، سرکار مفتیٔ اعظم ہند اور سرکار مفسر اعظم ہند کے علوم وفنون کے جلوے نظر آتے ہیں۔

سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے سلفی ذہن رکھنے والے معاصر محققین کا جس انداز میں روایتاً اور درایتاً تعاقب کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔اس حدیث پر الزام وضع کو آپ نے ۷/ وجوہات سے دفع فرمایا ہے۔“ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، ستمبر/ اکتوبر ۲۰۱۸ء (تاج الشریعہ نمبر) صفحہ ۶۰،۶۱)

ترجمہ نگاری: ترجمہ نگاری انتہائی مشکل فن ہے۔ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے کہ قاری کو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ عبارت بے ترتیب ہے یا اس میں پیوندکاری کی گئی ہے۔کما حقہ ترجمہ کرنا انتہائی مشکل امر ہے۔اس میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب و مفہوم قاری تک صحیح سلامت پہنچ جائے۔یعنی اس بات کا پورا خیال رکھا جائے اصل عبارت کے نہ صرف پورے خیالات و مفاہیم بلکہ لہجہ و انداز، چاشنی و مٹھاس، جاذبیت و دلکشی، سختی و درشتگی، بے کیفی و بے رنگی اسی احتیاط کے ساتھ آئے جو محرر کا منشاء ہے اور پھر زبان و بیان کا معیار بھی نقل بمطابق اصل کا مصداق ہو۔

علمی و ادبی ترجمے تو صرف دنیاوی اعتبار سے دیکھے جاتے ہیں لیکن دینی کتب خاص کر قرآن و حدیث کا ترجمہ انتہائی مشکل اور دقت طلب امر ہے۔یہاں صرف فن ترجمہ کی سختیاں ہی درپیش نہیں ہوتیں بلکہ شرعی اعتبار سے بھی انتہائی خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں اصل معنی میں تحریف نہ ہو جائے کہ سارا کیا دھرا برباد اور دنیا و آخرت میں سخت مؤاخذہ بھی ہو۔اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کا اس سے واسطہ پڑا ہو۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں دیگر علوم وفنون پر مکمل عبور اور کامل مہارت رکھتے ہیں وہیں ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی آپ اپنی مثال آپ ہیں۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ترجمہ نگاری سے متعلق نبیرۂ محدث اعظم ہند، شیخ طریقت علامہ سید محمد جیلانی اشرف الاشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ کا یہ تبصرہ ملاحظہ فرمائیں: ”ارے پیارے! ”المعتقد والمنتقد“ فاضل بدایونی نے اور اس پر حاشیہ ”المعتمد المستند“ فاضل بریلوی نے عربی زبان میں لکھا ہے اور جس مندرجہ بالا اقتباس کو ہم نے پڑھا اسے اہل سنت کی نئی نسل کے لئے تاج الشریعہ، ملک الفقہاء حضرت العلام اختر رضا خاں ازہری صاحب نے ان دونوں اکابرین کے ادق مباحث کو آسان اور فہم سے قریب اسلوب سے مزین ایسا ترجمہ کیا کہ گویا خود ان کی تصنیف ہے۔”المعتمد“ کے ترجمہ میں اگر ایک طرف ثقاہت و صلابت ہے تو دوسری طرف دقتِ نظر و ہمہ

گیریت بھی ہے۔صحت وقوت کے ساتھ پختگی ومہارت بھی ہے۔ترجمہ مذکورہ علامہ ازہری میاں کی ارفع صلاحیتوں کا زندہ ثبوت ہے۔ **اللّٰھم زدفزد**"[تجلیّاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۴۳]

وعظ وتقریر: والد ماجد حضور تاج الشریعہ مفسر اعظم ہند علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں رضی اللہ عنہ کو قدرت نے زورِ خطابت و بیان وافر مقدار میں عطا فرمایا تھا اور حضور تاج الشریعہ کو تقریر و خطاب کا ملکہ اپنے والد ماجد سے ملا ہے۔آپ کی تقریر انتہائی مؤثر،نہایت جامع، پرمغز،دل پزیر،دلائل سے مزین ہوتی ہے۔اردو تو ہے ہی آپ کی مادری زبان مگر عربی اور انگریزی میں بھی آپ کی مہارت اہل زبان کے لئے باعث حیرت ہوتی ہے۔اس کا اندازہ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کے اس بیان سے باآسانی کیا جاسکتا ہے،آپ فرماتے ہیں:"اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے..........عربی کے قدیم و جدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے..........میں نے انگلینڈ،امریکہ،ساؤتھ افریقہ،زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔"[تجلیّاتِ تاج الشریعہ/صفحہ:۴۷]

شاعری: بنیادی طور پر نعت گوئی کا محرک عشق رسول ہے اور شاعر کا عشق رسول جس عمق یا پائے کا ہوگا اس کی نعت بھی اتنی ہی پر اثر و پرسوز ہوگی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عشق رسول نے ان کی شاعری کو جو امتیاز و انفرادیت بخشی اردو شاعری اس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری کا اعتراف اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کے آج آپ دنیا بھر میں "امام نعت گویاں" کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں۔

امام احمد رضا کی اس طرز لاجواب کی جھلک آپ کے خلفاء و متعلقین اور خاندان کے شعراء کی شاعری میں نظر آتی ہے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو خاندان اور خصوصاً اعلیٰ حضرت سے جہاں اور بے شمار کمالات ورثہ میں ملے ہیں وہیں موزونیٔ طبع،خوش کلامی،شعرگوئی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثہ میں ملا ہے۔آپ کی نعتیہ شاعری سیدنا اعلیٰ حضرت کے کلام کی گہرائی و گیرائی،استاذِ زمن کی رنگینی و روانی،حجۃ الاسلام کی فصاحت و بلاغت،مفتیٔ اعظم کی سادگی و خلوص کا عکس جمیل نظر آتی ہے۔آپ کی شاعری معنویت،پیکر تراشی،سرشاری و شیفتگی،فصاحت و بلاغت،حلاوت و ملاحت،جذب و کیف اور سوز و گداز کا نادر نمونہ ہے۔

علامہ عبدالنعیم عزیزی رقم طراز ہیں:"حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب اخترؔ کے ایک ایک شعر کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حسن معنی حسن عقیدت میں ضم ہو کر سرمدی نغموں میں ڈھل گیا ہے۔زبان کی سلاست اور روانی،فصاحت و بلاغت،حسن کلام،طرز ادا کا بانکپن، تشبیہات و استعارات اور صنائع لفظی و معنوی سب کچھ ہے گویا حسن ہی حسن ہے،بہار ہی بہار ہے اور ہر نغمہ وجہ سکون و قرار ہے۔[نغمات اختر المعروف سفینۂ بخشش/صفحہ:۴]

حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ،سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شاعری سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:"آپ عام ارباب سخن

کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ جب پیارے مصطفیٰ ﷺ کی یاد تڑپاتی اور دردِ عشق آپ کو بے تاب کرتا تو از خود زبان پر نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے اور یہی اشعار آپ کی سوزش عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے۔"[سوانح اعلیٰ حضرت/صفحہ:۳۸۵]

بعینہٖ یہی حال حضور تاج الشریعہ کا تھا، جب یاد مصطفیٰ ﷺ دل کو بے چین کر دیتی تھی تو بے قراری کے اظہار کی صورت نعت ہوتی تھی۔ آپ نے اپنی شاعری میں جہاں شرعی حدود کا لحاظ رکھا ہے وہیں فنی وعروضی نزاکتوں کی محافظت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا اور ادب کو خوب برتا، استعمال کیا، سجایا، نبھایا تاکہ جب یہ کلام تنقید نگاروں کی چمکتی میز پر قدم رنجہ ہو تو انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دے کہ فکر کی یہ جولانی، خیال کی یہ بلند پرواز، تعبیر کی یہ ندرت، عشق کی یہ حلاوت واقعی ایک کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر کی عظیم صلاحیتوں کی مظہر ہیں۔فن شاعری، زبان و بیان اور ادب سے واقفیت رکھنے والا ہی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ حضرت اختؔر بریلوی کے کلام میں کن کن نکات کی جلوہ سامانیاں ہیں، کیسے کیسے حقائق پوشیدہ ہیں، کلمات کی کتنی رعنائیاں پنہاں ہیں اور خیالات میں کیسی وسعت ہے؟

آپ کا کلام اگر چہ تعداد میں زیادہ نہیں ہے لیکن آپ کے عشق رسول ﷺ کا مظہر، شرعی قوانین کی پاسداری کی شاندار مثال ہے، آپ کے اسلاف کی عظیم وراثتوں کا بہترین نمونہ اور اردو شاعری خصوصاً صنف نعت میں گرانقدر اضافہ بھی ہے، چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

اس طرف بھی اک نظر مہرِ درخشانِ جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمانِ جمال

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی
جان جاں جانِ مسیحا آپ ایں

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر واختؔر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیائے رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

مجھے کیا فکر ہو اختؔر میرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کر دیں

آپ کو نئے لب ولہجہ اور فی البدیہہ اشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل ہے۔اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جسے خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا قاری امانت رسول قادری رضوی صاحب مرتب ''سامانِ بخشش'' (نعتیہ دیوان سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ) نے مفتیٔ اعظم ہند کی مشہور نعت شریف۔

تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

سے متعلق حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''مولوی عبد الحمید رضوی افریقی یہ نعت پاک حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں پڑھ رہے تھے، جب یہ مقطع۔

آباد اسے فرما ویراں ہے دل نوریؔ　　　　جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

پڑھا تو حضرت قبلہ نے فرمایا، بحمدہٖ تعالیٰ فقیر کا دل تو روشن ہے اب اس کو یوں پڑھو......ع

آباد اسے فرما ویراں ہے دل نجدی

جانشین مفتی اعظم ہند مفتی شاہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے برجستہ عرض کیا، مقطع کو اس طرح پڑھ لیا جائے۔

سرکار کے جلووں سے روشن ہے دل نوریؔ　　　　تا حشر رہے روشن نوریؔ کا یہ کاشانہ

حضرت قبلہ (سرکار مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ) نے پسند فرمایا۔"[سامانِ بخشش/صفحہ:۱۵۴]

حضور تاج الشریعہ اور علمائے عرب: سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو جو عزت و تکریم اور القاب و خطابات علمائے عرب نے دیئے ہیں شاید ہی کسی دوسرے عجمی عالم دین کو ملے ہوں۔ بعینہٖ پرتو اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا جو اعزاز و اکرام علمائے عرب نے کیا شاید ہی فی زمانہ کسی کو نصیب ہوا ہو۔ اس کے چند نمونے "علم حدیث" کے عنوان کے تحت گزرے ہیں بعض یہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مئی ۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دورۂ مصر کے موقع پر کعبۃ العلم والعلماء "جامعۃ الازہر" قاہرہ، مصر میں آپ کے اعزاز میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں جامعہ کے جید اساتذہ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے طلباء نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کی انفرادیت یہ تھی کہ برصغیر کے کسی عالم دین کے اعزاز میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی۔

اسی دورۂ مصر کے موقع پر جامعۃ الازہر کی جانب سے آپ کو جامعہ کا اعلیٰ ترین اعزاز "شکر و تقدیر" بھی دیا گیا۔

جید علمائے مصر خصوصاً شیخ یسریٰ رشدی (مدرس بخاری شریف، جامعۃ الازہر) نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی اور اجازت حدیث و سلاسل بھی طلب کیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے رسائل "الصحابة نجوم الاهتداء" اور "أن أبا سيدنا ابراهيم عليه السلام تارح لا آزر" کے مطالعہ کے اور آپ سے گفت و شنید کے بعد "جامعۃ الازہر" قاہرہ، مصر کے شیخ الجامعہ علامہ سید محمد طنطاوی نے اپنے سابقہ موقف سے رجوع کیا اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے موقف کو قبول فرمایا۔ قبل ازیں آپ کا موقف اس کے برعکس تھا آپ مذکورہ حدیث کو موضوع خیال کرتے اور "آزر" جو ابراہیم علیہ السلام کا چچا اور مشرک تھا کو آپ علیہ السلام کا والد قرار دیتے تھے۔ [بحوالہ: سہ ماہی سفینۂ بخشش/ ربیع الثانی تا جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ/صفحہ ۳۴]

یاد رہے یہ حضور تاج الشریعہ کا "جامعۃ الازہر" سے سند فراغت کے حصول کے بعد پہلا دورہ تھا۔ درمیان کے ۴۳ رسالوں میں کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں ہوا۔

۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں شام کے دوروں کے موقع پر مفتیٔ دمشق شیخ عبد الفتاح البزم، اعلم علمائے شام شیخ عبد الرزاق حلبی، قاضی القضاۃ حمص (شام) اور حمص کی جامع مسجد "جامع سیدنا خالد بن ولید" کے امام و خطیب شیخ سعید الکحیل، مشہور شامی بزرگ عالم دین شیخ ہشام الدین

البرہانی جلیل القدر عالم دین شیخ عبدالہادی الخرسہ، خطیب دمشق شیخ السید عبدالعزیز الخطیب الحسنی، رکن مجلس الشعب (National Assembly) ومدیر شعبۂ تخصص جامعہ ابوالنور، دکتور عبدالسلام راجع، مشہور شامی عالم و محقق شیخ عبدالہادی الشنار، مشہور حنفی عالم اور محشی کتب کثیرہ شیخ عبدالجلیل عطاء و دیگر کئی علماء نے سلاسل طریقت وسند حدیث طلب کی اور کئی ایک آپ سے بیعت بھی ہوئے۔

۲۰۰۸ء میں آپ نے شام کے علماء کے سامنے جب اپنا مشہور زمانہ عربی قصیدہ۔

مالی رب الاھو　　　اللہ، اللہ، اللہ ھُو

پڑھا۔ جب آپ نے مقطع۔

ربی أحسن مثواہ　　　ھذا اختر اَدنا کم

پڑھا تو خطیب دمشق الدکتور عبدالعزیز الخطیب الحسنی نے برجستہ یہ الفاظ کہے: ''أختر سیدنا و ابن سیدنا''

مفتئ دمشق عبدالفتاح البزم نے ۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دورۂ شام کے موقع پر اپنی ایک تقریر میں اپنے بریلی شریف کے سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جب میں نے آپ (حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ) سے محبت کرنے والوں کو دیکھا تو مجھے صحابہ کی محبت کی یاد تازہ ہوگئی کہ ایمان یہ کہتا ہے کہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اسی طرح قدر کرنی چاہیئے''۔

مولانا کلیم القادری رضوی (بولٹن، انگلینڈ) ۲۰۰۸ء کے دورۂ شام کی روئیداد میں لکھتے ہیں: ''اسی دن فخر سادات، صاحب القاب کثیرہ، عظیم روحانی شخصیت سیدنا موسیٰ الکاظم کے شہزادے الشیخ الصباح تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ چند روز قبل میں اس علاقے کے قریب سے گزرا تو مجھے یہاں انوار نظر آئے میں سمجھ گیا کہ یہاں کوئی ولی اللہ مقیم ہیں، معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں تو ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔'' [تجلیاتِ تاج الشریعہ/صفحہ: ۵۶۶، ۵۶۷]

وصال با کمال: مرشد کریم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصے سے علالت کا شکار تھے۔ وصال سے چار (۴) دن قبل طبعیت ناساز ہونے کے سبب ہسپتال لے جایا گیا، دو، تین دن ہسپتال میں رہنے کے بعد بروز جمعرات حضرت کی ہسپتال سے گھر تشریف آوری ہوئی، طبیعت کافی بہتر تھی۔ بروز جمعہ بعد نمازِ عصر چائے نوش فرمائی، دلائل الخیرات سنی اور پڑھی۔ بعد ازاں علامہ عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ (داماد شہزادۂ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری دام ظلہٗ علینا) حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو نمازِ مغرب کے لئے تازہ وضو کرانے کی تیاری کرنے لگے۔ اسی دوران حضرت کی سانس پھولنے لگی، جانشین تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان قادری دام ظلہٗ علینا کے حکم پر حضرت کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ لیٹتے ہی حضرت نے ''یا اللہ'' ''اللہ اکبر'' کا ورد شروع فرما دیا، جب آواز زیادہ اونچی ہوئی تو علامہ عاشق صاحب قبلہ نے عرض کی: ''ابا! سینے میں درد ہو رہا ہے؟'' فرمایا: ''نہیں''۔ پھر ''یا اللہ'' کا ورد کرتے رہے۔ عین وقت غروب (۷ بج کر ۹ منٹ پر بریلی شریف میں) حضرت نے وقت دریافت فرمایا۔ علامہ عاشق صاحب قبلہ نے عرض کی: ''۷ بجے کے آس پاس ہو رہا ہے۔'' ادھر مؤذن نے اذان شروع کی اور آپ کی روحِ مبارکہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی۔

اس دوران جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان قادری دام ظلہ علینا نے ''اسٹیتھو اسکوپ'' سے دل کی دھڑکن چیک کی، حضرت کے بلند آواز سے ذکر فرمانے کے سبب سنائی نہ دی، پھر الیکٹرانک مشین سے بلڈ پریشر جانچنے کی کوشش کی لیکن اس کا نتیجہ دکھانے سے قبل ہی حضرت اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ سانس پھولی تھی لیکن صحیح ہو جایا کرتی تھی۔ اس لئے حاضرین میں سے کسی کا دھیان بھی اس طرف نہیں گیا کہ یہ حضرت کی آخری سانسیں ہو سکتی ہیں۔

یعنی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے شب ہفتہ ۷ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ 20 جولائی 2018ء کو وصال فرمایا۔ موجود اہل خانہ ابھی صحیح طور پر حالات کو سمجھ بھی نہ پائے تھے لمحوں میں محلہ سوداگران لوگوں سے بھر گیا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ حضرت کو مکان کے باہر والے کمرے میں منتقل کیا گیا، ہفتہ کی ساری رات، پورا دن اور اتوار کی ساری رات زیارت کا سلسلہ چلتا رہا لوگ میلوں دور تک قطار بنائے مرشد کریم کے دیدار کیلئے کھڑے رہے۔

وصال پر ملال کی خبر وحشت انگیز لمحوں میں دنیا بھر میں پھیل گئی اور مسلمانان اہل سنت غم و الم کی تصویر نظر آنے لگے۔ نہ صرف شہر بریلی، ہندوستان بلکہ دنیا بھر سے جس سے ممکن ہوا جنازہ میں شرکت لئے چل پڑا۔

بروز اتوار ۸/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ 22/جولائی 2018ء نمازِ فجر اول وقت میں ادا کی گئی اور آپ کی رہائش گاہ ''بیت الرضا'' میں غسل دیا گیا۔ غسل کے فرائض جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خان، شہزادۂ امین شریعت سلمان میاں صاحب، داماد تاج الشریعہ برہان میاں صاحب، جگر گوشۂ محدث کبیر علامہ جمال مصطفیٰ صاحب، علامہ عاشق حسین صاحب، سید کیفی محمد عارف نیپالی (خادم حضور تاج الشریعہ) نے انجام دیئے۔ غسل کے بعد تکفین کا مرحلہ طے ہوا ''الحرف الحسن'' میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو دعائیں نقل فرمائی ہیں ان کو کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر سینے پر رکھا گیا، حضرت کے سر مبارک پر عمامہ شریف سجایا گیا۔

بعدۂ جنازۂ مبارکہ باہر آنگن میں (جہاں دورِ اعلیٰ حضرت ہی سے بارہویں شریف کی محفل کا اہتمام ہوتا ہے) رکھا گیا اور محفل نعت شروع ہوئی۔ تقریباً ساڑھے آٹھ (۸:۳۰) بجے جنازہ گاہ (اسلامیہ انٹر کالج گراؤنڈ) لے جانے کے لئے پہلے سے تیار شدہ گاڑی کو دروازے سے لگا کر اس میں جنازہ منتقل کر دیا گیا، اہل خانہ سوار ہوئے اور طے شدہ راستے سے ہوتا ہوا یہ قافلہ اپنے شیخ کے ساتھ اسلامیہ کے لئے روانہ ہوا۔ حد سے زیادہ بھیڑ کے سبب جنازہ گاہ پہنچنے میں ڈیڑھ سے دو گھنٹے لگے اور جنازہ گراؤنڈ کے اندر لے جانے کے بجائے باہر روڈ پر ہی جانب قبلہ لے جایا گیا اور وہیں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

امامت کے فرائض جانشین تاج الشریعہ نے انجام دیئے، کثرت اژدھام کے سبب نمازِ جنازہ گاڑی ہی میں اس طرح ادا کی گئی کہ مصلیٔ امامت پر حضور عسجد میاں صاحب اور ان کے پیچھے گاڑی ہی میں پانچ، چھ لوگوں کی صف بنادی گئی اور باقی لوگوں نے نیچے زمین پر رہ کر اقتداء کی۔ اعلیٰ حضرت نے رسالہ ''المنۃ الممتازہ'' میں جتنی دعائیں تحریر فرمائی ہیں حضور عسجد میاں نے وہ تمام دعائیں پڑھیں۔

نمازِ جنازہ بروز اتوار صبح تقریباً ۱۱ بجے ادا کی گئی، اس کے بعد ایک گھنٹے سے کچھ زیادہ وقت میں یہ قافلہ دوبارہ اسی شان سے محلہ سوداگران

پہنچا۔ ۱۲:۳۰ بجے آپ کی تدفین ازہری گیسٹ ہاؤس عقب مزار اعلیٰ حضرت، بریلی شریف میں عمل میں آئی۔ پلنگ سے حاجی اقبال شیخانی، سید کیفی، محمد یوسف، علامہ عاشق حسین کشمیری اور کچھ دیگر لوگوں نے اٹھایا پھر جانشین تاج الشریعہ، جگر گوشۂ امین شریعت سلمان میاں صاحب اور داماد تاج الشریعہ برہان میاں صاحب نے قبر میں اپنے ہاتھوں سے اتارا، پھر یہ تینوں حضرت قبر سے باہر آئے اور قبر کو بند کر کے مٹی دی گئی اور فاتحہ خوانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

ان دو دنوں (ہفتہ اور اتوار) بریلی شریف میں معمولات زندگی تقریباً معطل رہے، خصوصاً بروز اتوار، اور بالخصوص جنازۂ مبارکہ کو جنازہ گاہ تک لاتے اور لے جاتے وقت عالم یہ تھا کہ مسلم تو مسلم، غیر مسلموں کے گھروں کی چھتیں تک لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ راستے بھر جنازۂ مبارکہ پر غیر مسلم بھی گل پاشی کرتے رہے، شہر میں کافی مقامات پر انہوں نے بھی پینے اور وضو کے پانی کا انتظام کر رکھا تھا بلکہ اور ان کے گھر کے آس پاس کوئی گر کر بے ہوش ہو جاتا تو اٹھا کر اپنے گھر لاتے اور اس کے ہوش میں آنے تک اس کا بھرپور خیال رکھتے۔

اللہ والوں کی باتیں قلم و قرطاس کی قید سے ماورا ہیں۔ ولیٔ کامل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات بھی وہ آئینہ تھی جس کے بے شمار زاویے اور ہر زاویہ ہزاروں جہتوں پر مشتمل تھا۔ جن کا تذکرہ نہ میرے بس کی بات ہے نہ ہی اس مختصر سے مضمون میں ممکن ہے۔ میں برادر طریقت مولانا منصور فریدی رضوی کے ان الفاظ پر مضمون کا اختتام کرتا ہوں کہ: ”مصدر علم و حکمت، پیکر جام الفت، سراج بزم طریقت، وارث علم مصطفیٰ، مظہر علم رضا، میر بزم اصفیا، صاحب زہد و تقویٰ، عاشق شاہ ہدیٰ ﷺ، غلام خیر الوریٰ ﷺ، حامل علم نبویہ، سیدی آقائی، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ النورانی اس عظیم شخصیت کا نام ہے جن کی زندگی کے کسی ایک گوشہ پر اگر سیر حاصل گفتگو کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں صفحات کی ضرورت ہے۔“ [تجلیات تاج الشریعہ/صفحہ:۳۱۱]

اللہ کریم ان کی برکات سے ہمیں متمتع فرمائے اور ان کے نقش قدم کی پیروی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بحرمة سید المرسلین ﷺ